تفسیر نور العرفان (قسط ۴۴)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

① مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب (۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

''مومنوں کے لیے رب نے ولی اور مددگار مقرر فرمائے ہیں، رب فرماتا ہے:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ﴾''

(تفسیر نور العرفان، ص771)

یہ اللہ تعالیٰ پر افترا ہے۔ آیت کریمہ میں ولی سے مراد دوست ہے، نہ کہ مددگار۔

یاد رہے کہ مافوق الاسباب مدد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے مددگار مقرر کیے ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ (الأحقاف: ۲۸)

''اللہ کے علاوہ جنہیں ان لوگوں نے قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے معبود بنا رکھا تھا، انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ وہ ان کے کام نہ آئے۔ دراصل (ان کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے مددگار ہیں) یہ محض جھوٹ اور بہتان تھا۔''

تمام مشرکین کا یہی حال ہے کہ وہ اللہ کے مقبول بندوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارا مددگار اور کارساز مقرر کیا ہے، تو

جب ان پر اللہ کا عذاب آتا ہے، تو وہ ان کے کام نہیں آتے، یوں مشرکین کو ناکامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ان کے سارے کے سارے دعوے دھرے رہ جاتے ہیں اور ان کا جھوٹ اور بہتان آشکارا ہو جاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾(آل عمران: ۱۲۶، الأنفال: ۱۰)

''(مافوق الاسباب) مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔''

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾(الأعراف: ۱۹۷)

''جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے، نہ خود اپنی مدد پر قادر ہیں۔''

② مفتی صاحب سورت شوریٰ (۱۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں میزان سے مراد یا حضور ہیں، آپ کو ترازو اس لیے فرمایا کہ حضور کی ذات اندازۂ ایمان کا ذریعہ ہے، ہر ایک کو بقدر ایمان حضور سے محبت ہو گی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص774)

اسلاف امت میں سے کسی نے یہاں میزان سے مراد نبی کریم ﷺ نہیں لیے۔ لہٰذا یہ غلو پر مبنی من چاہی تفسیر ہے۔

③ مفتی صاحب سورت شوریٰ (۲۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''نیک کام سے مراد محبت آل رسول ہے، یعنی جو ان سے محبت کرے گا، ہم

اسے اور نیک اعمال کی توفیق دیں گے اور ایسے کاموں کی توفیق بخشیں گے، جو طاقت انسانی سے باہر معلوم ہوتے ہیں۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص775)

یہ روافض کی تفسیر ہے۔اہل سنت والجماعت میں سے کسی سے یہ تفسیر ثابت نہیں۔بے شک اہل بیت سے محبت ایمان ہے، لیکن اس آیت میں ان کا ذکر تک نہیں۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک عمل مثلا نماز، روزہ، زکوۃ، حج یا کوئی عمل خیر کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر عطا فرما دے گا اور اسے مزید نیک اعمال کی توفیق عنایت فرمائے گا۔

(۴) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ بزرگوں کی دعا سے اولاد ملنی بھی رب کی ہی عطا ہے، جیسے طبیبوں کی دوا سے کبھی اولاد ہو جاتی ہے، یہ سب اسباب ہیں، حضور کی دعا سے حضرت طلحہ کا اولاد سے گھر بھر گیا۔ رب فرماتا ہے: ﴿أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾۔''

(تفسیر نورالعرفان، ص779)

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مالدار بنا دیا اور اس کا سبب نبی کریم ﷺ بنے۔ وہ اس طرح کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، تو مدینہ تجارت کا مرکز بن گیا، جس سے وہاں کے غریب لوگوں کو مال تجارت میں خاطر خواہ نفع ہوا اور وہ آسودہ حال ہو گئے۔ اس سے یہ کہنا کہ ''اللہ ورسول نے ہم کو غنی کر دیا۔'' کیسے درست ہوسکتا ہے؟

بزرگوں کی دعا سے اولاد ملے، تو یقیناً رب کی ہی عطا ہوتی ہے، بشرطیکہ وہ بزرگ ہو، یعنی صالح اور مؤحد ہو، شعبدہ باز اور مشرک نہ ہو۔

دعا زندہ صالح انسان سے کرائی جائے گی، نہ کہ فوت شدہ سے۔ فوت شدہ دعا نہیں کر سکتا۔ اسے علم نہیں ہوتا کہ میری قبر پر کون آیا ہے؟ نہ ہی وہ پکار سن سکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی حیات مبارکہ میں دعا فرما دیتے تھے، آپ کی وفات کے بعد کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی نے نبی کریم ﷺ کو دعا کے لیے نہیں کہا۔ لہٰذا فوت شدہ بزرگوں سے اُمیدیں وابستہ رکھنا مشرکوں کا وطیرہ ہے۔

⑤ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ہمارے حضور نے بے حجاب رب سے کلام کیا، مگر دوسری دنیا میں، بلکہ عرش سے وراء پہنچ کر۔''

(تفسیر نور العرفان، ص780)

اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ سے بے حجاب کلام کرنا اور عرش سے آگے جانا ثابت نہیں۔ البتہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچنا ثابت ہے۔

⑥ مفتی صاحب سورت شوریٰ (۵۱) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہود نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں، تو وحی کے وقت رب تعالیٰ کو دیکھتے کیوں نہیں، جیسے ہمارے موسیٰ علیہ السلام بوقت کلام دیکھا کرتے تھے، حضور نے فرمایا کہ وہ دیکھتے نہ تھے، صرف کلام سنتے تھے۔ حضور کی تائید میں یہ آیت اُتری۔''

(تفسیر نور العرفان، ص780)

بے سند واقعہ ہے۔

⑦ مفتی صاحب سورت شوریٰ (۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہاں درایت کی نفی ہے، یعنی آپ ایمان اور کتاب کو اٹکل وقیاس سے نہ جانتے تھے، مطلقاً علم کی نفی نہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ وحی آنے سے پہلے عابد، زاہد، متقی، پرہیز گار تھے، بلکہ پہلی وحی اعتکاف وعبادت کی حالت میں آئی، نیز نبی کسی وقت ایمان سے بے خبر نہیں ہوتے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے پیدا ہوتے ہی فرمایا: ﴿وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾ یہ بھی خیال رہے کہ حضرت جبریل جب پہلی وحی لائے، تو حضور نے یقینی طور پر یہ بھی جان لیا کہ یہ جبریل ہیں اور یہ بھی کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ قرآن ہے، یہ بھی کہ یہ رب کے بھیجے ہوئے ہیں، اس لیے نہ تو حضور نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ نہ یہ کہ تم اپنی طرف سے یہ باتیں کر رہے ہو، یا قرآن سنا رہے ہو؟ اگر آپ کو ان تمام باتوں کا علم نہ ہوتا، تو یہ آیت حضور کے لیے مشکوک رہتی، حالانکہ قرآن میں شک کفر ہے، رب فرماتا ہے: ﴿لَا رَيْبَ فِيهِ﴾ ورقہ بن نوفل کے پاس جانا انہیں ایمان بخشنے کے لیے تھا، نہ کہ اپنی تسلی کے لیے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص780)

یہ تحریر منصب نبوت کی توہین ہے۔ نبی کریم ﷺ کو وحی سے پہلے کتاب کا علم نہیں تھا، نہ ہی ایمان کی تفصیلات سے واقف تھے۔ نزول وحی سے پہلے آپ دین ابراہیم پر تھے۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ

تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾(النّساء : ۱۱۳)

''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب وحکمت نازل کی اور آپ کو وہ کچھ سکھایا، جو آپ پہلے جانتے نہیں تھے، آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔''

نبی کریم ﷺ نزول وحی سے پہلے اچھے اچھے خواب دیکھا کرتے تھے، اسی دوران آپ غار حرا میں خلوت نشینی اختیار کرنے لگے، غار حرا میں ہی فرشتہ آیا، اس نے کہا: آپ پڑھیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ تو فرشتے نے آپ کو زور سے بھینچا، کہ آپ کی طاقت جواب دے گئی۔ ایسا تین بار ہوا، پھر فرشتے نے وحی پڑھ کر سنائی۔ تو نبی کریم ﷺ گھر واپس آئے، آپ کا دل کانپ رہا تھا، آپ ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دو مرتبہ فرمایا: مجھے کمبل اُوڑھا دیجئے۔ آپ کو کمبل اُوڑھا دیا گیا، یہاں تک کہ آپ کا خوف زائل ہو گیا۔ پھر خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

أَيْ خَدِيجَةُ، مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلٰى نَفْسِي .

''خدیجہ! مجھے کیا ہوا ہے؟ مجھے تو اپنی جان کا خوف لاحق ہے۔''

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ڈھارس باندھی، آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں......۔

رہا عیسیٰ علیہ السلام کا پیدائش کے بعد کلام کرنا، تو یہ معجزہ ہے، مطلب کہ اللہ تعالیٰ مجھے نبوت عطا کرے گا، یہ نہیں کہ ابھی بچپن میں ہی اللہ نے مجھے نبوت عطا کر دی ہے۔

⑧ مفتی صاحب سورت زخرف (۴) کے تحت لکھتے ہیں:

''خدائی صفات سے بعض ما سوا اللہ کو موصوف کر سکتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص781)

یہ صریح کفر والحاد ہے۔قرآن کریم کو ماسوا اللہ کہنا جائز نہیں۔قرآن اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔اوراللہ کی صفات اس کا غیر نہیں۔

باقی اللہ تعالیٰ کی بعض صفات سے مخلوق کو متصف نہیں کر سکتے،موصوف کی کوشش ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بعض صفات مخلوق میں ثابت کی جائیں،تا کہ ہمارے شرکیہ عقائد پر حرف گیری نہ ہو سکے۔

⑨ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''عربی میں بڑے شہر کو قریہ کہا جاتا ہے،کیونکہ کفار نے مکہ اور طائف کو قریہ کہا، لہٰذا جمعہ صرف شہر میں ہوگا،جواثی قریہ یعنی بڑا شہر تھا۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص784)

قریہ کا اطلاق شہر پر بھی ہوتا ہے اور دیہات پر بھی۔بستیوں میں جمعہ بالاجماع جائز ہے۔مسلمان قرآن کریم کے عموم کے مطابق ہر جگہ جمعہ کے قائل ہیں،وہ بستی ہو،شہر ہو، صحراء ہو یا جنگل۔جہاں بھی تین یا اس سے زائد مسلمان ہوں،وہ جمعہ ادا کریں۔یہ قید لگانا کہ جمعہ صرف بڑے شہر میں ہوتا ہے،بستیوں میں جمعہ نہیں ہوتا،بے دلیل مؤقف ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

إِنَّ أَوَّلَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِي مَسْجِدِ عَبْدِ القَيْسِ بِجُوَاثٰى مِنَ الْبَحْرَيْنِ .

''مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ مسجد عبد قیس میں ادا کیا گیا،جو بحرین کی ایک بستی میں واقع ہے۔''

(صحيح البخاري : 892)

❁ اس حدیث کے تحت حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فِي هٰذَا دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّ الْجُمُعَةَ تُقَامُ فِي الْقُرٰى، وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ : لَا تُقَامُ إِلَّا فِي الْأَمْصَارِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ بستیوں میں بھی جمعہ ادا کیا جائے گا۔امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے، جبکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جمعہ صرف شہروں میں ہی ادا ہو سکتا ہے۔''

(كشف المُشكل من حديث الصّحيحين : 420/2)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک خط کے جواب میں فرمایا:

جَمِّعُوا حَيْثُ كُنْتُمْ .

''جہاں بھی ہوں، جمعہ ادا کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 101/2، وسندهٗ صحيحٌ)

یہ قول عام ہے۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مطابق جمعہ ہر جگہ ادا کیا جا سکتا ہے،شہر کی قید نہیں۔ اس اثر میں شہر کی قید لگانا بلا دلیل ہے۔

تنبیہ:

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَشْرِيقَ وَلَا جُمُعَةَ إِلَّا فِي مِصْرٍ جَامِعٍ .

''نماز عید اور نماز جمعہ صرف ان آبادیوں میں فرض ہے، جن کے باشندے مستقل رہائش پذیر ہیں۔''

(معرفة السّنن والآثار للبيهقي : 6330، وسندهٗ صحيحٌ)

قرآن کریم کے عموم اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق ہر جگہ جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل علم کے اقوال کا یہ مطلب نہیں کہ بستیوں میں جمعہ یا عید ادا نہیں ہو سکتی، بلکہ اہل علم نے اس کے دو مفہوم بیان کیے ہیں؛

① حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَشْبَهُ بِأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَأَفْعَالِهِمْ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى الَّتِي أَهْلُهَا أَهْلُ قَرَارٍ لَيْسُوا بِأَهْلِ عُمُودٍ يَتَنَقَّلُونَ إِنَّ ذٰلِكَ مُرَادُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

”سلف کے اقوال و افعال سے درست بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان بستیوں میں جمعہ قائم کیا جائے گا، جہاں لوگ مقیم ہوں اور ان میں نہیں، جہاں لوگ مسافر ہوں اور انہوں نے وہاں سے کوچ کر جانا ہو، علی رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے۔“

(المُهذّب في اختصار السّنن الكبير : 1109/3)

② علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهٗ أَرَادَ بِذٰلِكَ الْقُرَى الَّتِي فِيهَا وَالٍ مِّنْ جِهَةِ الْإِمَامِ، فَيَكُونُ مُرَادُهٗ أَنَّهٗ لَا جُمُعَةَ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ فِي مَكَانٍ لَّهٗ فِيهِ نَائِبٌ يُقِيمُ الْجُمُعَةَ بِإِذْنِهٖ، وَبِذٰلِكَ فَسَّرَهٗ أَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ عَنْهُ .

”اس سے مراد وہ بستیاں ہیں، جن میں کوئی والی ہوتا ہے، جسے امام نے مقرر کیا ہوتا ہے، تو ان کی مراد یہ ہوگی کہ جمعہ صرف امام کی اجازت سے ہوتا ہے، ایسی جگہ میں، جہاں اس کا کوئی نائب ہو، وہ اس کی اجازت سے جمعہ پڑھائے گا۔

امام احمد نے یہی تفسیر کی ہے۔''

(فتح الباري لابن رجب : 140/8)

⑩ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور بعد وفات بھی زندہ ہیں، مگر ہماری نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں، جیسے سورج غروب ہونے کے بعد بھی روشن ہے، اگر چہ ہم سے چھپا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص785)

یہ نبی کریم ﷺ کی ذات پر افترا ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنی برزخی زندگی گزار رہے ہیں۔ دنیاوی اُمور سے بے خبر ہیں۔ آپ کا وجود مقدس مدینہ میں مدفون ہے، آپ کی روح مبارک جنت میں ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور صلحا کا یہی مقام ہے۔ اس کے باوجود ان پر میت کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔

⑪ مفتی صاحب سورت زخرف (۴۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ بعد وفات صالحین سنتے ہیں، بلکہ جواب بھی دیتے ہیں، کیونکہ حضور سے فرمایا گیا کہ آپ اپنے پہلے انبیا سے پوچھیں اور پوچھا اسی سے جاتا ہے، جو سنے اور جواب دے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات انبیا بعد وفات عالم کی سیر کرتے، ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ نہ وہ مردہ، نہ اپنی قبروں میں نظر بند۔''

(تفسیر نور العرفان، ص785)

۞ نیز لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ حضور سے یہ نہ فرمایا گیا کہ ان انبیا کی قبور پر جا کر پوچھو۔ پتہ چلا کہ وہ حضرات خود حضور سے ملنے آتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص786)

آیت کا درست مفہوم یہ ہے کہ اے پیغمبر! پہلے انبیا کو ماننے والے موجود ہیں، آپ ان سے پوچھ لیں کہ ان کی طرف مبعوث کیے جانے والے رسولوں کی دعوت کیا تھی؟ کیا ان کی شریعت میں یہ جائز تھا کہ اللہ کے علاوہ معبود بنا لیے جائیں؟ یقیناً نہیں۔ ہر نبی کی اصل دعوت یہی تھی کہ لوگ غیر اللہ کی عبادت چھوڑ دیں اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود برحق بنا لیں۔ یہاں انبیائے کرام سے پوچھنے کی بات نہیں۔

اس سے کیسے لازم آئے گا کہ انبیاء وصلحا سنتے ہیں، انبیا بعد وفات عالم کی سیر کرتے ہیں، ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے ہیں، نہ وہ مردہ، نہ اپنی قبروں میں نظر بند؟

یہ سب انبیائے کرام پر بہتان اور جھوٹ ہیں۔ ان دعاوی پر کوئی دلیل نہیں، نہ ہی کوئی مسلمان اس کا قائل ہے۔

(۱۲) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''ساری مخلوق میں سب سے پہلے رب کی عبادت نور محمدی نے کی۔''

(تفسیر نور العرفان، ص789)

غلو پر مبنی بے حقیقت بات ہے۔

(۱۳) مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ التحیات میں حضور کو سلام اظہار نیازمندی کے لیے ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص790)

التحیات میں سلام مامور ہے۔ نبی کریم ﷺ کا تعلیم کردہ ہے۔ صحابہ کرام نماز کے علاوہ نبی کریم ﷺ کو سلام تحیہ بھی کرتے تھے۔ نیازمندی کا کونسا سلام ہوتا ہے؟

(۱۴) مفتی صاحب سورت دخان (۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس رات سے مراد یا شب قدر ہے، ستائیسویں رمضان، یا شب معراج، یا شب برات پندرھویں شعبان۔''

(تفسیر نور العرفان، ص790)

قرآن وحدیث اور اسلاف امت کی تصریحات سے یہی ثابت ہے کہ یہاں اس رات سے مراد شب قدر ہے۔ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں کوئی رات ہے۔ شب قدر کو ستائیسویں رمضان کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔

شب معراج کی کوئی حیثیت نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا علم اپنے بندوں کو نہیں دیا۔ معراج حق ہے، مگر کونسی رات؟ اس کا علم نہیں۔

شب برات کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔ عام راتوں کی طرح ایک رات ہے۔

⑮ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ کفار مکہ بھی حضور کو مشکل کشا سمجھتے تھے، اس کا منکر اُن سے بھی بدتر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص791)

مفتی صاحب کا بس چلے، تو قرآن کریم کی ایک ایک آیت سے کفریہ اور شرکیہ عقائد ثابت کر دیں، یہاں بھی یہی باور کرا رہے ہیں کہ مشرکین مکہ جب نبی کریم ﷺ کو مشکل کشا سمجھتے تھے، تو ہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو مشکل کشا بنالیں۔ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ سے دعا کراتے تھے، کسی سے دعا کرانا مشکل کشائی نہیں۔

⑯ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''امام حسین کی شہادت پر آسمان سے خون برسا۔''

(تفسیر نور العرفان، ص792)

ثابت نہیں۔

⑰ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''صوفیا فرماتے ہیں کہ مومن کا عشق و محبت نہیں لکھا جاتا ہے، یہ عمل نہیں، بلکہ دلی کیفیت ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص799)

صوفیا نے اپنا دین وضع کر رکھا ہے۔ جس بنا پر وہ اعمال شرعیہ سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہیں۔ دین اسلام میں عشق کا کوئی تصور نہیں۔ عشق جھوٹی محبت کا نام ہے۔

⑱ مفتی صاحب سورت احقاف (۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس آیت میں معبودوں سے مراد بت ہیں، کیونکہ جن انبیا کی پوجا ہوتی ہے، وہ حضرات تو ان کی پوجا سے خبر دار بھی ہیں اور بیزار بھی۔ اللہ والوں کو واقعات عالم کی خبر رہتی ہے، اس لیے وہ انبیائے کرام اپنی امتوں کے خلاف قیامت میں گواہی دیں گے اور حضور تمام نبیوں کے حق میں گواہ ہوں گے، گواہی بے خبر نہیں دیا کرتا، خبر دار ہی دیتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص801)

یہ آیت عام ہے۔ بتوں وغیرہ کو شامل ہے۔ جو جس کی پکار کرتا ہے، وہ قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتا اور جس کی پکار کی جا رہی ہے، وہ پکارنے والے کی پکار سے غافل ہے۔ روز قیامت اس کی عبادت کا انکار کر دے گا۔ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی پکار کرتے ہیں، انہیں عالم الغیب سمجھتے ہیں، انہیں الہ کے درجے پر رکھتے ہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام روز قیامت بے خبری کا اظہار کریں گے کہ میرے علم میں نہیں کہ میرے دنیا سے آنے کے بعد کس کس نے

میری عبادت کی؟

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ﴾(المائدة : ١١٦)

''اس وقت کیا ہوگا جب اللہ تعالیٰ کہے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا آپ نے لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی دو الہ بنا لو، تو عیسیٰ عرض گزار ہوں گے: اللہ! تو (شرک کی جملہ انواع واقسام سے) پاک ہے، میرے لیے جائز نہیں کہ میں ایسی بات کہوں، جس کا مجھے کوئی حق نہیں، اگر میں نے یہ بات کہی ہوتی، یقیناً تو اسے جانتا ہے، تو وہ بھی جانتا ہے، جو میرے نفس میں ہے، مگر میں وہ نہیں جانتا، جو تیرے نفس میں ہے، بلاشبہ تو ہی پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔''

انبیاء اپنی امتوں کے خلاف گواہی دیں گے، اس بنا پر نہیں کہ وہ بعد از وفات واقعات عالم کی خبر رکھتے ہیں، بلکہ انہیں بتا دیا جائے گا کہ آپ کی امت یہ یہ کرتی رہی، کیا آپ نے انہیں یہ حکم دیا تھا، تو ہر نبی اپنی امت کے خلاف گواہی دے گا۔ نبی کریم ﷺ وحی کی بنا سابقہ انبیائے کرام کے حق میں گواہی دیں گے کہ اے اللہ یہ انبیا سچے ہیں۔

بت وغیرہ بھی مشرکین کے خلاف گواہی دیں گے، تا کہ مشرکوں کی رسوائی ہو، کہ جنہیں تم نے بزرگوں کی عقیدت میں اپنے ہاتھوں سے تراشا تھا، آج وہ بھی تمہارے دشمن

بن گئے ہیں۔تو مشرکوں کا کوئی ناصر و مددگار نہ ہوگا۔

⑲ مفتی صاحب سورت احقاف (۹) کے تحت لکھتے ہیں:

''خیال رہے کہ ہر علم کو درایت نہیں کہا جاتا، درایت وہ علم ہے، جو اٹکل، قیاس، گمان وغیرہ سے حاصل ہو۔اس لیے رب کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا۔حضور کی وحی بھی درایت سے وراء ہے.....حضور کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے۔''

(تفسیر نور العرفان،ص802)

مفتی صاحب درایت کو اپنا معنی پہنا کر شریعت کا رد کرنا چاہتے ہیں۔درایت کا معنی علم، واقفیت، عقل وفہم ہے۔

آیت کا معنی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے اور تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے، میں تو وحی کا تابع ہوں۔ بذریعہ وحی جو بتا دیا جاتا ہے، وہی جانتا ہوں۔اس کے علاوہ نہیں جانتا۔درایت کی نفی سے علم کی نفی ہے۔

یہ کہنا کہ نبی کریم ﷺ کو سارے انسانوں کے انجام کی خبر ہے، بے دلیل ہے۔

❀ رسول اللہ ﷺ خود فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي وَأَنَا رَسُولُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ .

''اللہ کی قسم! میں اللہ کا رسول ہونے کے باوجود نہیں جانتا کہ میرے اور آپ کے ساتھ کیا ہوگا؟''

(صحيح البخاري : 7017)

جب رسول اللہ ﷺ کو اپنے انجام کی خبر نہیں، تو دوسرے کے انجام کی خبر کیسے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَيْنَ أَبِي؟ قَالَ : فِي النَّارِ، فَلَمَّا قَفّٰى دَعَاهُ، فَقَالَ : إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ .

''ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اللہ کے رسول! میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا: جہنم میں۔ جب وہ واپس ہوا، تو آپ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: میرا اور آپ کا باپ جہنم میں ہے۔''

(صحیح مسلم : 203)

یہ نبی کریم ﷺ نے وحی سے خبر دی تھی۔ اسی طرح جن کے جنتی ہونے کی خبر دی، وہ بھی وحی کی بنا پر دی۔

⑳ مفتی صاحب سورت احقاف (۱۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''یہ ساری آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ دو برس کچھ ماہ حضور سے عمر میں چھوٹے تھے، اٹھارہ برس کی عمر میں حضور کے ہمراہ تجارت کے لیے شام کی طرف گئے، راہ میں ایک منزل پر قیام کیا۔ حضور ﷺ ایک بیری کے درخت کے نیچے فروکش ہوئے، وہاں قریب ہی ایک راہب رہتا تھا، صدیق اکبر اس کے پاس گئے، اس نے پوچھا: یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن عبداللہ ہیں۔ راہب بولا: یہ سچے نبی ہیں، کیونکہ اس بیری کے سایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہ بیٹھا۔ یہ ہی نبی آخر الزماں ہے، راہب کی بات صدیق اکبر کے دل میں اتر گئی اور اپنے دل سے حضور پر ایمان لے آئے اور سایہ کی طرح حضور کے ساتھ رہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص803)

یہ واقعہ معرفۃ الصحابہ لابن مندہ (ص۳۱۴) اور دلائل النبوۃ لاصبہانی (۲۰) میں مذکور ہے۔اس کی سند جھوٹی ہے۔

① موسیٰ بن عبدالرحمٰن صنعانی ''متروک وکذاب ودجال'' ہے۔

② عبدالغنی بن سعید ثقفی ''متروک'' ہے۔اپنے استاذ موسیٰ بن عبدالرحمٰن سے ساقط روایات بیان کرتا تھا۔

㉑ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''حضور کے ظہور نبوت کے وقت......''

(تفسیر نورالعرفان،ص803)

بعض گمراہ صوفیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ آدم علیہ السلام سے پہلے بھی نبی تھے،مگر آپ کی نبوت کا ظہور چالیس سال کی عمر میں ہوا،اس سے پہلے آپ تمام اُمتوں اور نبیوں کے نبی رہے۔اس عقیدہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے،مفتی صاحب بھی غیر محتاط الفاظ استعمال کررہے ہیں۔درست عقیدہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے پہلے نبی کریم ﷺ کے مقدر میں نبوت لکھ دی گئی تھی،جو چالیس سال کی عمر میں آپ کو عطا ہوئی۔

㉒ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''دیدار الٰہی صرف مومن انسانوں کے لیے ہے،نہ جنات کے لیے،نہ فرشتوں کے لیے۔''

(تفسیر نورالعرفان،ص807)

دعویٰ بلا دلیل ہے۔انسان اور جنات دونوں مکلّف ہیں،دونوں کا حساب ہوگا،دونوں کے لیے جنت اور جہنم کے فیصلے ہوں گے۔اہل جنت کو بے شمار انعامات سے نوازا

جائے گا، سب سے بڑا انعام دیدارِ الٰہی ہوگا۔

۴۳ مفتی صاحب سورت محمد (۷) کے تحت لکھتے ہیں:

''اس سے پتہ لگا کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں، جبکہ رب غنی ہوکر اپنے بندوں سے مدد مانگ رہا ہے، تو بندہ استمداد سے کیسے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص807)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے مخاطب ہے کہ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے، تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔

اللہ کی مدد سے مراد ہے اللہ کے دین کے غلبہ کی کوشش ہے، یعنی اگر غلبۂ اسلام کے لیے کوشاں رہو گے، تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں استقامت دے گا۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ غلبہ دین کے لیے بندوں کا محتاج ہے، بلکہ یہ بندوں کے لیے ایک امتحان ہے، جو اس میں کامیاب ہوگا، وہ مظفر و منصور ہوگا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا حکم دیا ہے، اگر کوئی ان پر عمل کرتا ہے، تو اس کا اپنا فائدہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ فائدہ نہیں کرسکتا۔ اگر ساری کائنات بھی اللہ کی عبادت ترک کر دے، تب بھی اللہ کا کوئی نقصان نہیں۔

اس آیت سے یہ کیسے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے بندوں کی مدد لینا شرک نہیں۔ یاد رہے مافوق الاسباب مدد غیر اللہ سے طلب کرنا شرک ہے۔ البتہ تحت الاسباب مدد زندہ سے مانگنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ مدد پر قادر ہو۔

۴۴ مفتی صاحب لکھتے ہیں:

''کفار بیماری میں مسلمانوں سے دم درود کراتے ہیں، مزارات اولیاء سے فیض لیتے ہیں۔ دیکھو بدایوں، کچھوچھہ مقدسہ اور اجمیر شریف جا کر جہاں بڑے بڑے کفار مزارات اولیاء پر حاضری دے کر فیض پاتے ہیں۔''

(تفسیر نور العرفان، ص810)

ہمارا یہی مقدمہ ہے کہ کفار فوت شدگان سے فیض پانے کے قائل ہیں۔ جہاں وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، وہاں وہ قبروں کے سامنے بھی جھکتے ہیں۔ اپنے تئیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے طفیل ہماری بیماری ختم ہوئی، ہمیں اولاد ملی، رزق ملا، وغیرہ۔

ہر دور کے مشرکین کا یہی اعتقاد رہا ہے۔ مفتی صاحب کفار کی مزارات پر حاضری کو سراہ رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ان کے اس اقدام کی تحسین کر رہے ہیں کہ دیکھیں جن اہل قبور سے ہم فیض کا اعتقاد رکھتے ہیں، کفار بھی ان سے یہی اعتقاد رکھتے ہیں، لہٰذا ہمارا اور کفار کا اعتقاد قبر پرستی کے حوالے سے ایک جیسا ہے۔

غلو اتنا ہے کہ جہاں کوئی خانقاہ، درگاہ یا مزار ہو، اسے شریف اور مقدس کہتے ہیں۔

رہا کفار کا مسلمانوں سے دم درود کرانا، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۲۵ مفتی صاحب سورت محمد (۳۳) کے تحت لکھتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ نیک عمل شروع کرنے کے بعد نہ توڑے، نفل نماز جب شروع کر دی جائے، تو اس کا توڑنا حرام ہے، فقہا فرماتے ہیں کہ ہر نفل شروع کر دینے سے واجب ہو جاتا ہے، ان کی دلیل یہ آیت ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص814)

یہ آیت کا سلف کے خلاف معنی ہے۔ ائمہ مسلمین میں سے کسی نے اس آیت سے یہ

مسئلہ ثابت نہیں کیا۔ نفل شروع کر دیے، تو توڑ سکتا ہے۔ نفلی روزہ بھی توڑا جا سکتا ہے۔

❁ سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الجُمُعَةِ وَهِيَ صَائِمَةٌ، فَقَالَ: أَصُمْتِ أَمْسِ؟ ، قَالَتْ: لَا، قَالَ: تُرِيدِينَ أَنْ تَصُومِي غَدًا؟ قَالَتْ: لَا، قَالَ: فَأَفْطِرِي، وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ الجَعْدِ: سَمِعَ قَتَادَةَ، حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ، أَنَّ جُوَيْرِيَةَ، حَدَّثَتْهُ: فَأَمَرَهَا فَأَفْطَرَتْ.

''جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ میرے ہاں آئے، میں روزہ سے تھی، پوچھا: کل آپ نے روزہ رکھا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: آئندہ کل کا ارادہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، فرمایا: تو پھر افطار کر دیں۔

❁ ایک روایت میں ہے:

آپ ﷺ نے انہیں روزہ افطار کرنے کا حکم دیا۔''

(صحيح البخاري: 1986)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَّ عَلٰى أَنَّ الشُّرُوعَ فِي العِبَادَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ الْإِتْمَامَ إِذَا كَانَتْ نَافِلَةً بِهٰذَا النَّصِّ فِي الصَّوْمِ وَبِالْقِيَاسِ فِي الْبَاقِي، فَإِنْ قِيلَ: يَرِدُ الْحَجَّ قُلْنَا: لَا، لِأَنَّهُ امْتَازَ عَنْ غَيْرِهٖ بِلُزُومِ الْمُضِيِّ فِي فَاسِدِهٖ فَكَيْفَ فِي صَحِيحِهٖ وَكَذٰلِكَ امْتَازَ بِلُزُومِ الْكَفَّارَةِ فِي نَفْلِهٖ كَفَرْضِهٖ.

''یہ حدیث دلیل ہے کہ نفلی عبادت کا آغاز کرنے پر اسے مکمل کرنا ضروری نہیں۔ روزوں میں تو یہ واضح نص ہے اور باقی عبادات میں اس پر قیاس کیا جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ پھر تو حج میں بھی ایسا ہی ہونا چاہیے! ہم کہیں گے کہ نہیں، حج اس سے مستثنیٰ ہے، کیوں کہ حج فاسد ہو جائے، تب بھی اسے جاری رکھنا ضروری ہے، چہ جائیکہ حج کو درمیان میں چھوڑ دیا جائے۔ اسی طرح فرض حج کی طرح نفل حج میں بھی کفارہ لازم ہوتا ہے (لہٰذا اسے دیگر عبادات پر قیاس کرنا درست نہیں۔)''

(فتح الباري :107/1)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے:

بَابُ صِيَامِ التَّطَوُّعِ وَالْخُرُوجِ مِنْهُ قَبْلَ تَمَامِهِ .

''نفلی روزہ اور اسے مکمل کرنے سے پہلے افطار کا بیان۔''

(السّنن الكبرٰى : 455/4)

❁❁❁❁❁❁❁